سیریل نمبر:24-10-00033 مؤرخہ:۱۹اکتوبر، ۲۰۲۴

نعت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ ذکر اللہ کا جواز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اہل سنت وجماعت اس مسئلے میں کہ نعت خوانی کرنا جائز ہے یاناجائز؟ بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بعض لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کیا نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے یاناجائز؟ بینوا وتوجروا

الجواب ومنه الصدق و الصواب

الحمدلله الذي رفع أهل الحق و وضع أهل الباطل و أحق الحق و أبطل الباطل و الصلاة و السلام على نبينا و سيدنا و سندنا و وسيلتنا في الدارين محمد النبي المكمل الاكمل و علىٰ آلهٖ و اصحابه الذين جاهدوا لاحقاق الحق و إبطال الباطل ورفعوا الحق و وضعوا الباطل و على التابعين الذين ناظروا لإظهار الحق و إخفاء الباطل و على تبعهم الذين لا يخافون لومة لائم في إحقاق الحق الراسخ و إبطال الباطل الزائل۔ اللهم إنا نسئلك الفتح و الغلبة في المناظرات مع أهل الباطل بجاه الرسول الأكمل۔

أما بعد:

نعت خوانی ہر زبان میں جائز ہے اور خصوصًا وہ اشعار جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے معجزات وکمالات پر مشتمل ہوں وہ باعثِ ثواب وفلاح ہیں۔

شعر کی تعریف

شعر کی تعریف یہ ہے:

الشعر بمنزلة الكلام فحسنه كحسن الكلام وقبيحه كقبيح الكلام وروي البخاري في الأدب المفرد و الطبراني عن إبن عمر و أبو يعلى عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قال الهيثمي أسناده حسن۔

یعنی شعر کی دو قسمیں ہیں ایک شعرِ حسن اور دوسرا شعر قبیح۔

الشعر كلام فمنه حسن و منه قبيح فخذ الحسن و دع القبيح۔

اچھا کہنے یا لکھنے والا "الشعراء من تلاميذ الرحمٰن" کے زمرے میں ہے، اور برا شعر کہنے والا الشعراء كلاب جهنم کے زمرے میں ہے۔ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نعتیہ اشعار بنانا اور کہنا ثابت ہے۔ جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے خدام شعراء مردوں میں ایک سو ساٹھ (۱۶۰) اور عورتوں میں بارہ (۱۲) تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی، حضرت

حسان بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی نعتیہ اشعار ثابت ہیں۔ جو کوئی بھی اسے بدعت، شرک یا ناجائز کہتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے باہر ہے۔ اور یہ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتراض ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتراض کرنا سوائے زندیقیت کے اور کچھ نہیں۔

اور یہ لوگ اس آیتِ کریمہ کا مصداق بن رہے ہیں:

يُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ (النساء ۱۵۰)

ترجمہ: اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اشعار

يَا عَيْنُ فَابْكِي وَلَا تَسْأَمِي　　　وَحُقَّ الْبُكَاءُ عَلَى السَّيِّدِ

تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں

قسم ہے سرور عالم پر رونے کے حق کی

عَلَى خَيْرِ خِنْدِفَ عِنْدَ الْبَلَاءِ　　　أَمْسَى يُغَيَّبُ فِي الْمُلْحَدِ

خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو غم و الم کے ہجوم میں

سرِ شام گوشۂ عافیت میں چھپا دیا گیا

فَصَلَّى الْمَلِيكُ وَلِيُّ الْعِبَادِ　　　وَرَبُّ الْبِلَادِ عَلَى أَحْمَدِ

مالک الملک بادشاہ عالم بندوں کا والی

اور پروردگار احمد مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے

فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِيبِ　　　وَزَيْنُ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَدِ

اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا

اور وہ نہ رہا جو زینت دہ ایک عالم تھا

فَلَيْتَ الْمَمَاتَ لَنَا كُلِّنَا　　　وَكُنَّا جَمِيعًا مَعَ الْمُهْتَدِي

کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی

آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے [1]

[1] (الطبقات الكبير، ج ۲، ص ۲۷۷، الناشر: مكتبة الخانجي —القاهرة، كشف العرفان، ص ۳۸)

أَمِينٌ مُصْطَفًى لِلْخَيْرِ يَدْعُو كَضَوْءِ الْبَدْرِ زَايَلَهُ الظَّلَامُ

حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے۔[1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اشعار

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ أَظْهَرَ دِينَهُ عَلَى كُلِّ دِينٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حَائِدِ

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا

ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا

وَ أَسْلَبَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَمَا تَدَاعَوْا إِلٰى أَمْرٍ مِّنَ الْغَيِّ فَاسِدِ

اور اللہ نے اہلِ مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب

ان لوگوں نے گمراہی کے خیالِ فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

غَدَاةَ أَجَالَ الْخَيْلُ فِي عَرَصَاتِهَا مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَ خَالِدِ

اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے

جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں زبیر و خالد کے درمیان

فَأَمْسٰى رَسُولُ اللهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ وَ أَمْسٰى عِدَاهُ مِنْ قَتِيلٍ وَ شَارِدِ

پس رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا

اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے[2]

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اشعار

فَيَا عَيْنِي ابْكِي وَ لَا تَسْأَمِي وَ حُقَّ الْبُكَاءُ عَلَى السَّيِّدِ

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا[3]

---

[1] (دلائل النبوۃ للبیہقی، ج ۱، ص ۳۰۱، الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت)

[2] (کشف العرفان، ص ۳۹)

[3] (کشف العرفان، ص ۳۹)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اشعار

أَمِن بَعدِ تَكفينِ النَبِيِّ وَدَفنِهِ　　نَعيشُ بِآلاءٍ وَنَجنَحُ لِلسَلوى

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں غمگین ہوں
اس مرنے والے کے غم میں جو خاک میں جابسا

رُزِئنا رَسولَ اللَهِ حَقّاً فَلَن نَرى　　بِذاكَ عَديلاً ما حَيينا مِنَ الرَدى

رسول اللہ ﷺ کی وفات کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب
جب تک ہم جو جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں

وَكُنتَ لَنا كَالحُصنِ مِن دونِ أَهلِهِ　　لَهُ مَعقِلٌ حِرزٌ حَريزٌ مِنَ العِدى

رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے
پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وَكُنّا بِمَرآكُم نَرى النورَ وَالهُدى　　صَباحَ مَساءَ راحَ فينا أَوِ اغتَدى

ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور وہدایت کو دیکھتے
صبح بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے

لَقَد غَشِيَتنا ظُلمَةٌ بَعدَ فَقدِكُم　　نَهاراً وَقَد زادَت عَلى ظُلمَةِ الدُجى

ان کی وفات کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں
دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا

فَيا خَيرَ مَن ضَمَّ الجَوانِحَ وَالحَشا　　وَيا خَيرَ مَيتٍ ضَمَّهُ التُربُ وَالثَرى

انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں
ان میں سب سے بہتر آپ ﷺ ہیں اور آپ ان تمام وفات پانے والوں میں
جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

كَأَنَّ أُمورَ الناسِ بَعدَكَ ضُمِّنَت　　سَفينَةَ موجٍ حينَ في البَحرِ قَد سَما

گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں
پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

وَضاقَ فَضاءُ الأَرضِ عَنّا بِرَحبِهِ　　لَفَقدِ رَسولِ اللَهِ إِذ قيلَ قَد مَضى

زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی

رسول اللہ ﷺ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے

فَقَد نَزَلَت بِالمُسلِمينَ مُصيبَةٌ　　كَصَدعِ الصَفا لا صَدعِ لِلشَعبِ في الصَفا

مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے

چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فَلَن يَستَقِلَّ الناسُ ما حَلَّ فيهِمُ　　وَلَن يُجبِرَ العَظمُ الَّذي مِنهُمُ وَهَى

اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے اور

وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے

وَفي كُلِّ وَقتٍ لِلصَلاةِ يَهيجُها　　بِلالٌ وَيَدعو بِاسمِهِ كُلَّما دَعا

اور ہر نماز کے وقت بلال ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں

جب کہ وہ (بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں[1]

رضينا قسمة الجبار فينا　　لَنا عِلْمٌ ولِلْجُهَّالِ مَالُ

ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں

کہ اس نے ہمیں علم دیا اور جاہلوں کو مال دیا

فِإنَّ المَالَ يَفْنَى عَنْ قَرِيْبٍ　　وإنَّ العلم باقٍ لا يزالُ

پس مال تو عنقریب ختم ہونے والا ہے

اور علم ہمیشہ باقی رہنے والا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعض اشعار

مَتى يَبْدُو فِي اللَّيلِ الْبَهِيمِ جَبِينُهُ　　يَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجى الْمُتَوَقِّدِ

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے

تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

[1] (كشف العرفان، ص ٣٦)

فَمَنْ کَانَ أَوْ مَنْ قَدْ یَکُونُ کَأَحْمَدَ نِظَامٌ لِّحَقٍّ أَوْ نَکَالٌ لِّمُلْحِدِ

احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہو گا

حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا [1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اپنا جوتا ٹانک رہے تھے۔ آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگا اور اس پسینے سے نور پھوٹنے لگا تو میں حیران ہو گئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کس بات پر حیران ہوئی ہو؟ **قلت فجعل جبینه یعرق و جعل عرقه یتولد نورا۔** میں نے کہا آپ کی پیشانی پر پسینہ آیا اور پسینے سے نور پھوٹ نکلا اگر ابو کبیر ہذلی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے ان اشعار کے حق دار آپ ہیں:

وإذا نظرت إلى أسره وجهه برقت بروق العارض المتهلل

اور جب تو اس کے چہرے کی خوبیاں دیکھے تو ایسی روشن اور

ظاہر معلوم ہوں گی جیسے ابر میں بجلی معلوم ہوتی ہے

(یہ اشعار سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا اور میری پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا:

جزاک الله یا عائشة خیرا فما أذکر أني سررت کسروري بکلامک۔

اے عائشہ! تمہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا میں تمہارے کلام سے ہوا ہوں۔ [2]

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعض اشعار

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَد أَلَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جس نے ایک بار بھی خاکِ پائے احمدِ مجتبیٰ سونگھ لی

تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

---

[1] (کشف العرفان، ص ۳۸)

[2] (خصائص الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۱۵، باب الآیة فی عرق ﷺ)

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ أَنَّهَا　　صُبَّتْ عَلَى لْأَيَّامِ عُدْنَ لَيَالِيَا

(حضور کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں

یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے

اِغْبَرَّ أَفَاقُ السَّمَاءِ وَ كُوِّرَتْ　　شَمْسُ النَّهَارِ وَ أَظْلَمَ الْعَصْرَانِ

آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا

دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ

وَ الْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَئِيبَةٌ　　أَسَفًا عَلَيْهِ كَثِيرَةُ الرَّجْفَانِ

اور زمین نبی کریم ﷺ کے بعد مبتلائے درد ہے

ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فَلْيَبْكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَ غَرْبُهَا　　وَ لِيَبْكِهِ مُضَرٌ وَ كُلُّ يَمَانِ

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر

فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

يَا خَاتَمَ الرّسلِ المبارک ضوؤه　　صلی علیک منزّل الفرقان

اے آخری رسول آپ پر برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں

آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے [1]

کتاب العمدۃ میں خاندان نبوت کے شعر و شاعری و نعت خوانی کے متعلق لکھا ہے کہ "حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے خاندان میں شعر و شاعری اور نعت خوانی کا بہت زیادہ شوق اور اس کا عام رواج تھا"۔

و لیس من بني عبد المطلب رجالاً و نساء من لم یقل الشعر حاشا النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم۔

بنی عبد المطلب میں سوائے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے کوئی مرد اور عورت ایسا نہیں گزرا جس نے اشعار نہیں پڑھے ہوں۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس لئے نہیں کہے کیونکہ کافروں نے انہیں ساحر اور شاعر کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید مین فرمایا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نہ ساحر ہیں اور نہ ہی شاعر اور چونکہ شاعر

[1] (کشف العرفان، ص ۳۷)

اپنی خواہش اور مرضی سے کلام کرتا ہے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے بلکہ جو وحی کیا جاتا وہی فرماتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (٣) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (النجم ۴)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے۔

اسوۃ الصحابہ میں عبد السلام ندوی نے لکھا ہے:

و لم يبق من الصحابة من لم يقل الشعر و يتمثل به۔

یعنی ایک صحابی بھی ایسا نہیں کہ جس نے شعر نہ کہے ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مجلس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نعت خوانی کرتے تھے۔

ادب المفرد میں لکھا ہے:

لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مُتَحَزِّقِينَ، وَلاَ مُتَمَاوِتِينَ، وَكَانُوا يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ فِي مَجَالِسِهِمْ، وَيَذْكُرُونَ أَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ۔

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے، وہ اپنی مجالس میں بھی شعر وشاعری اور نعت خوانی کرتے تھے اور زمانۂ جاہلیت کے واقعات کو بھی بیان کرتے۔[1]

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ بن ہاشم کے بعض اشعار

حمدت الله حين هدى فؤادي　　إلى الإسلام و الدين الحنيف

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام
اور بلند ترین دین کی توفیق بخشی

لدين جاء من رب عزيز　　خبير بالعباد بهم لطيف

اس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے
آیا ہے جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے

إذا تليت رسائله علينا　　تحدر دمع ذي اللب الحصيف

جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے

[1] (الأدب المفرد، ج ١، ص ١٩٥، الناشر: دار البشائر الإسلامية - بيروت)

تو ہر صاحبِ عقل اور صاحب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں

رسائل جاء أحمد من هداها　　　بآيات مبينة الحروف

وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد ﷺ لے کر آئے

واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

و أحمد مصطفى فينا مطاع　　　فلا تغشوه بالقول الضعيف

اور احمد ﷺ ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے

لہٰذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ منہ سے نہ نکالنا

فلا و الله نسلمه لقوم　　　و لما نقض فيهم بالسيوف

تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے

جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے فیصلہ نہیں کیا ہے [1]

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اشعار

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظّلَالِ　　　وَفِي مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَق

آپ اس سے پہلے سایۂ خاص میں بسر کر رہے تھے اور

اس منزلِ محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا

ثُمّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ　　　أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ بستی میں اُترے مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے

نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السّفِينَ وَقَد　　　أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ وہ آبِ صافی جو کشتیوں پر سوار تھا جب سیلاب کی موجیں

چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إلَى رَحِمٍ　　　إذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف

پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبۂ حال کا ظہور ہوا

---

[1] (كشف العرفان، ص ۳۳)

وردت نار الخلیل مکتتما　　تجول فیھا ولست تحترق

آپ آتشِ خلیل میں اُترے چھپے چھپے

آپ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے؟

حَتّی احۡتَوَی بَیۡتُکَ الۡمُهَیۡمِنُ مِنۡ خِنۡدِفَ　　عَلۡیَا تَحۡتَهَا النّطُقُ

تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحبِ شوکت گھرانہ ہوا جو خندف

جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا

وَأَنۡتَ لَمّا وُلِدۡتَ أَشۡرَقَتُ الۡأَرۡضُ　　وَضَاءَتۡ بِنُورِکَ الۡأُفُقُ

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین

اور روشن ہو گئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے [1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اشعار

الصُّبۡحُ بَدَا مِنۡ طَلۡعَتِهِ　　وَاللَّیۡلُ دَجَا مِنۡ وَفۡرَتِهِ

صبح ظاہر ہوئی آپ (آنحضور ﷺ) کی پیشانی سے

اور رات رونما ہوئی آپ کی زلفوں سے

فَاقَ الرُّسُلاَ فَضۡلاً وَّعُلاَ　　أَهۡدَی السُّبُلاَ لِدَلاَلَتِهِ

آپ سبقت لے گئے تمام پیغمبروں پر بزرگی اور بلندی میں

دین کے تمام راستے روشن ہو گئے آپ کی رہنمائی سے

کَنۡزُ الۡکَرَمِ مُوۡلِي النِّعَمِ　　هَادِي الأُمَمِ لِشَرِیعَتِهِ

آپ بخشش کے خزانے اور رحمتوں کے مالک ہیں

تمام امت کو راہِ ہدایت دکھانے والے اپنی شریعت سے

أَذۡکَی النَّسَبِ أَعۡلَی الحَسَبِ　　کُلُّ العَرَبِ فِي خِدۡمَتِهِ

بہت پاکیزہ نسب والے اعلیٰ خاندان والے

تمام عرب (کل جہاں) آپ کی خدمت میں ہیں

[1] (کشف العرفان، ص ۳۴)

سَعَتِ الشَّجرُ نَطَقَ الحجَرُ　　　شُقَّ القَمَرُ بإشَارَتِه

دوڑے آئے درخت کلام کیا پتھروں نے

دو ٹکڑے ہو گیا چاند آپ کی انگلیوں کے اشارے سے

جبْرِيلُ أَتَى لَيْلَةَ أَسْرَى　　　وَ الرَّبُّ دَعَاهُ لِحَضْرَتِهِ

جبریل آئے معراج کی رات آپ کے پاس

اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپ کو اپنے سامنے

نالَ الشَّرَفَا وَ اللّٰهُ عَفَا　　　عَمَّا سَلَفَا مِنْ أُمَّتِهِ

آپ کی بدولت لوگوں کو بزرگیاں حاصل ہوئیں اور

اللہ تعالیٰ نے معاف فرمائے وہ گناہ جو اُمت نے کئے تھے

فَمُحَمَّدُنا هُوَ سَيِّدُنا　　　فالعِزُّ لَنا لإجَابَتِهِ

پس محمد ﷺ ہمارے سردار ہیں اور

ہمارے لئے عزت ہے آپ کے قبول فرمانے میں [1]

حضرت کعب بن زهیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اشعار

و قَدْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ مُعْتَذِراً　　　و العُذْرُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ مَقْبولُ

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہو کر پہنچا اور

معافی و درگزر تو اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے

لَقَدْ أقُومُ مَقاماً لو يَقومُ بِه　　　أرَى و أَسْمَعُ ما لم يَسْمَعِ الفيلُ

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور

ہاتھی وہ دیکھتا اور سُنتا جو میں دیکھ اور سُن رہا تھا

لَظَلَّ يرْعُدُ إلاّ أنْ يكونَ لَهُ مِنَ　　　الرَّسُولِ بِإِذْنِ اللهِ تَنْويلُ

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے

رسول ﷺ کی طرف سے جود و سخا اور بخشش وعطا نہ ہوتی

[1] (کشف العرفان، ص ۴۰)

حَتّى وَضَعتُ يَميني لا أُنازِعُهُ		في كَفِّ ذي نَغَماتٍ قِيلُهُ القِيلُ

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے اس ہاتھ

میں دے دیا جو کئے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول قولِ فصیل تھا

إنَّ الرَّسولَ لَنورٌ يُستَضاءُ بِهِ		مُهَنَّدٌ مِنْ سُيوفِ اللهِ مَسلُولُ

بے شک رسول اللہ ﷺ وہ تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے

وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی تلوار ہیں [1]

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اشعار

رُوحِي الفِدَاءُ لِمَنْ أَخلاقُهُ شَهِدَتْ		بِأَنَّهُ خَيْرُ مَبْعُوثٍ مِنَ البَشَرِ

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ

وہ بنی نوع انسان میں افضل ہیں

عَمَّتْ فَضَائِلُهُ كُلَّ البِلادِ كَمَا		عَمَّ البَرِيَّةَ ضوءِ الشَّمسِ وَ القَمَرِ

ان کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں

جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لو لم يكن فيه آيات مبينة		كانت بديهته تأتيک بالخبر

اگر ان کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں

تو خود ان کی واضح شخصیت ان کی صداقت کافی تھی [2]

حضرت امام زین العابدین، علی السجاد بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعض اشعار

اِنْ نَلْتِ يَارِيْحَ الصَّبَا يَوْمًا اِلَي اَرْضِ الحَرم		بَلِّغْ سَلاَمِيْ رَوْضَةً فِيْهَا النَّبِيِّ المُحْتَرَم

اے بادِ صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو

تو میرا اسلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم ﷺ تشریف فرما ہیں

[1] (کشف العرفان، ص ۴۱)

[2] (کشف العرفان، ص ۴۳)

مَنْ وَّجْهُهُ شَمْسُ الضُّحٰي مَنْ خَدُّهُ بَدْرُ الدُّجٰي   مَن ذَآتُهُ نُورُ الْهُدٰي مَنْ كَفُّهُ بَحْرُ الْهِمَمْ

وہ جن کا چہرۂ انور مہرِ نیمروز ہے اور جن کے رخسارِ تاباں ماہِ کامل

جن کی ذات نورِ ہدایت ہے جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قُرْ اٰنُهُ بُرْ هَانُنَا نَسْخاً لِاَدْيَانٍ مَّضَتْ   اِذْ جَاءَنَا اَحْكَامُهُ كُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

ان کا (لایاہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے ماضی کے تمام دینوں کو منسوخ کردیا

جب اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے سارے) صحیفے معدوم ہوگئے

اَكْبَادُنَا مَجْرُوحَةٌ مِنْ سَيْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰي   طُوْبٰي لِآَهْلِ بَلْدَةٍ فِيْهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَشَمْ

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفٰی کی تلوار سے

خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

يَالَيْتَنِي كُنْتُ كَمَنْ يَّتَّبِعُ نَبِيّاً عَالِماً   يَوْماً وَّ لَيْلاً دَائِماً وَّ ارْزُقْ كَذَلِيْ بِالْكَرَمْ

کاش میں اس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے

دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

يَارَحْمَةً لِّلْعَالَمِين اَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِينْ   اَكْرِمْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْن فَضْلاً وَّ جُوْداً وَّ الْكَرَمْ

اے رحمتِ عالم آپ گناہ گاروں کے شفیع ہیں

ہمیں قیامت کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے عزت بخشیئے

يَارَحْمَةً لِّلْعَالَمِينْ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْن   مَحْبُوْسِ اَيْدِ الظَّالِمِيْنَ فِيْ الْمَوْكَبِ وَ الْمُزْدَحَمْ

اے رحمتِ عالم زین العابدین کو سنبھالیئے

وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی وپریشانی میں ہے [1]

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ بڑے بڑے تابعین حضرات نے بھی اشعار کہے ہیں۔ خصوصاً سراج الامۃ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مجموعہ اشعار ہے جس کا نام قصیدۂ نعمانیہ ہے۔ اگر پورا قصیدہ نقل کریں تو طوالت کا باعث ہوگا اس لئے صرف چند اشعار پر اکتفاء کرتے ہیں۔

---

[1] (کشف العرفان، ص ۴۲)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں عرض کرتے ہیں

وإذا سمعت فعنک قولا طیبًا   وإذا نظرت فما اریٰ الاک

یارسول اللہ ﷺ جب میں کوئی بات سنتاہوں تو آپ ہی کی طرف سے کلام پاک سنائی دیتاہے
اور جب میں دیکھتاہوں (ہر سو) توسوا آپ ﷺ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ   جدلي بجودک وارضني برضاک

اے تمام مخلوقات سے بزرگ ترین اے خزانۂ مخلوقات مجھے اپنی
بخشش وعطاسے نوازیئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجیے

أنا طامع بالجود منک ولم یکن   لأبي حنیفة في الأنام سواک

میں جود وکرم کا دل سے طلب گارہوں کہ اس جہانِ فانی میں
ابوحنیفہ کے لئے آپ ﷺ کے سوا کوئی اور نہیں

یہ قصیدۂ نعمانیہ بہت طویل ہے، جو مزید اشعار پڑھنا چاہیں وہ قصیدہ کو بالاستیعاب مطالعہ کرسکتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک نے حضرت امام اعظم کی شان میں یہ اشعار لکھے ہیں

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا   إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَهْ
بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفِقْهٍ   كَآيَاتِ الزَّبُورِ عَلَى صَحِيفَهْ
فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَظِيرٌ   وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوفَهْ
إماماً صار في الإسلامِ نوراً   أميناً للرسول وللخليفة[1]

حضرت امام شافعی نے حضرت امام اعظم کی منقبت وشان میں یہ اشعار کہے ہیں

غدا مذهبُ النعمان خير المذاهب   كما القَمرُ الوَضّاحُ خيرُ الكواكب
تفقّه في خيرِ القرونِ مع التّقي   فمذهبهُ لا شَكّ خيرُ المذاهبِ
ثلاثةُ آلافٍ وألفُ شيوخُه   وأصحابُه مثلُ النجوم الثّواقِبِ[2]

نعت خوانی اور نعتیہ اشعار کہنا بہت سے علماء صلحاء اور اولیاء سے ثابت ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا قصیدۂ غوثیہ اور امام بوصیری کا قصیدہ بردہ شریف زبان زدِ عام ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان الافغانی فاضلِ بریلوی کا مجموعۂ

---

1 (مقدمة عمدة الرعاية، ج ۱، ص ۱۴۳، الناشر: مركز العلماء العالمي للدراسات وتقنية المعلومات)
2 (هداية المجيد في حكم التقليد، ص ۵، ۴)

اشعار حدائقِ بخشش اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بہت سے نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ لہٰذا نعت خوانی کرنا اور نعتیہ اشعار کہنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کبار علماء وصلحاء سے صراحتًا ثابت ہے، لہٰذا اس کا انکار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور علماء وصلحاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا ہے۔ اس لئے جو اس کا انکار کرتے ہیں یا اسے بدعت کہتے ہیں وہ اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا یا ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا جائز ہے

کیونکہ حضور علیہ السلام کی تو یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (الشرح ۴)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ذکر ذکرِ خدا ہے

حدیثِ قدسی میں ہے:

جعلت تمام الإيمان بذكري معك أيضا جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك ذكرني۔

ترجمہ: میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے، پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ [1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

أتاني جبريل، فقال: إن ربك يقول تدري كيف رفعت ذكرك قلت: الله أعلم قال: إذا ذكرت ذكرت معي۔

ترجمہ: میرے پاس جبریل آئے اور کہا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ (اے حبیب) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔ [2]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

لا أذكر في مكان إلا ذكرت معي يا محمد فمن ذكرني ولم يذكرك ليس له في الجنة نصيب۔

---

[1] (شرح الشفا، ج ۱، ص ۵۴، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

[2] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ج ۴، ص ۱۹۲، الناشر: دار الكتب العلمية)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوتا ہے، جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت احمد رضا افغانی قندھاری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھاہے:

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ رسول (نعت خوانی یا نعتیہ اشعار) کرنا تو جائز ہے مگر ذکرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے علاوہ کسی اور کا ذکر (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم واولیاء وصلحاء رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ) کرنا جائز نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد ۲۸)

ترجمہ: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

اس آیت کے تحت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

عن مجاهد رضي الله عنه: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد ۲۸) قال بمحمّد صلى الله تعالى عليه وسلم وأصحابه۔

ترجمہ: امام تفسیر، تابعیؒ کبیر اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگردِ خاص حضرت امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے صحابہ ہیں، یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذکرِ پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔[2]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی تشریح کرتے ہیں:

بمجرد ذكره وذكر أصحابه فإن عند ذكر الصالحين تنزل الرحمة وعند نزول الرحمة يحصل للقلوب الإطمينان والسكينة۔

---

[1] (الدر المنثور، ج۸، ص۶۴۷، الناشر: دار الفکر - بیروت)

[2] (شرح الشفا، ج ۱، ص ۶۰، الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت)

یعنی محفل ذکرِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور ذکرِ صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور نزولِ رحمت کے وقت دلوں کا اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

ذِكْرُ الأَنْبِياءِ مِنَ العِبادَةِ و ذِكْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ۔

ترجمہ: انبیاء ورسل علیہم السلام کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔[1]

ذکر الأنبیاء و المرسلین من العبادة و ذکر الصالحین کفارة۔

ترجمہ: یعنی انبیاء کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ذکر کئی مقامات پر ہوا ہے، مثلاً خطبہ میں، تشہد میں، نماز میں، اقامت میں وغیرہ۔ اس طرح اور کئی جگہوں پر اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ذکر ساتھ ساتھ ہوا ہے۔

قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اس چیز کا ذکر کیا گیا ہے:

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ (الفتح ۹)

ترجمہ: تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ (الحجرات ۱۵)

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ (النور ۶۲)

ترجمہ: وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ (النور ۶۲)

ترجمہ: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے۔

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (المائدة ۹۲)

ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

---

[1] (الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير، ج ۲، ص ۱۱۵، دار النشر: دار الفكر - بيروت / لبنان، الجامع الصغير من حديث البشير النذير، ج ۱، ص ۲۱۴، المكتبة القديمة، فيض القدير، ج ۳، ص ۵۵۷، دار الكتب العلمية بيروت)

[2] (السراج المنير شرح الجامع الصغير في حديث البشير النذير، ج ۳، ص ۱۶۹، الناشر: بدون)

أَطِيعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ (الأنفال ٢٠)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ (النساء ١٣)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا۔

وَيُطِيعُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ (التوبة ٧١)

ترجمہ: اور اللہ ورسول کا حکم مانیں۔

وَإِنْ تُطِيعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ (الحجرات ١٤)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کروگے۔

اسْتَجِيبُوا اللهَ وَلِلرَّسُولِ (الأنفال ٢٤)

ترجمہ: اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ (النساء ١٤)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ (الأحزاب ٥٧)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو۔

بَرَاءَةٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ (التوبة ١)

ترجمہ: بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

وَأَذَانٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ (التوبة ٣)

ترجمہ: اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

مِنْ دُونِ اللهِ وَلَا رَسُولِهِ (التوبة ١٦)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کے سوا۔

أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللهَ وَرَسُولَهُ (التوبة ٦٣)

ترجمہ: کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللهَ وَرَسُولَهُ (المجادلة ٥)

ترجمہ: بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔

لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ (التوبة ٢٩)

ترجمہ: اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔

قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُولِ (الأنفال ١)

ترجمہ: تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ و رسول ہیں۔

فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُولِ (النساء ٥٩)

ترجمہ: اللہ و رسول کے حضور رجوع کرو۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ (الأنفال ١٣)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ (الحشر ٤)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے رہے۔

مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ (التوبة ٥٩)

ترجمہ: جو اللہ و رسول نے ان کو دیا۔

سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ (التوبة ٥٩)

ترجمہ: اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔

أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ (التوبة ٥٤)

ترجمہ: وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے۔

أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ (التوبة ٧٤)

ترجمہ: اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ (الأنفال ٤١)

ترجمہ: تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول کا ہے۔

الَّذِينَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ (التوبة ٩٠)

ترجمہ: وہ جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا۔

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ (التوبة ٩٤)

ترجمہ: اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ (النور ۴۸)

ترجمہ: اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔

أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ (النور ۵۰)

ترجمہ: کہ اللہ و رسول اُن پر ظلم کریں گے۔

وَصَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ (الأحزاب ۲۲)

ترجمہ: اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے۔

إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ (الأحزاب ۲۹)

ترجمہ: اگر تم اللہ اور اس کے رسول چاہتی ہو۔

وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ (الأحزاب ۳۱)

ترجمہ: اور جو تم میں فرمان بردار رہے اللہ اور رسول کی۔

إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ (الأحزاب ۳۶)

ترجمہ: پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں۔

لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (الحجرات ۱)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

وَيَنْصُرُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ (الحشر ۸)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ (المنافقون ۸)

ترجمہ: اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہے۔

مَا وَعَدَنَا اللهُ وَرَسُولُهُ (الأحزاب ۲۲)

ترجمہ: جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے۔

وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ (الأحزاب ۳۶)

ترجمہ: اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔

أَطَعْنَا اللهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا (الأحزاب ۶۶)

ترجمہ: ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔

یہ وہ مقامات ہیں جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ لہٰذا نعت خوانی (یعنی ذکرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم) کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعثِ برکت بھی ہے۔ باقی جو نعت خوانی علی سبیل الدف یعنی (دف وغیرہ) اور اس کے ساتھ ذکر جس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بگاڑ کر پڑھا جائے ناجائز ہے، اور ہم بھی اس کو ناجائز کہتے ہیں۔

جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے:

من قرأ القرآن علی ضرب الدف و القضیب یکفر, قلت: یقرب منه ضرب الدف و القضیب مع ذکر اللّٰہ تعالیٰ و نعت المصطفی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آلهٖ و اصحابهٖ و سلم۔

ترجمہ: جس نے دف اور قضیب (ڈھول) کے ساتھ قرآن پڑھا تو یہ کفر ہے اور (شرح فقہ اکبر کے مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس کے قریب یہ بات بھی ہے کہ ذکر اللہ اور نعتِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم بھی دف اور ڈھول کے ساتھ پڑھنا کفر کے قریب ہے۔[1]

لہٰذا ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا بالکل جائز ہے۔ اس کے باوجود اس کے انکار کرنے والے اور اس کو بدعت و شرک کہنے والے کا حکم یہ ہے کہ اس پر تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح لازم ہے۔

جیسا کہ نبراس میں ہے:

ومن صدر عنه ما یوجب الکفر حبطت حسناته و وجب اعادة الحج و تجدید النکاح بعد تجدید الإیمان و لا یکفیه الإیمان بکلمة الشهادة علی حسب العادة ما لم یقصد تجدید الإیمان۔

وقال صاحب المضمرات نقلا عن الذخیرة یومر بالتوبة و الرجوع عن ذلک وتجدید النکاح بینه وبین إمرأته۔[2]

الحاصل

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بلاشبہ جائز ہے

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ اور اگر کوئی اس کے جواز پر دلیل طلب کرے تو شرع مطہرہ سے اس کے عدمِ جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیلِ جواز ہے کہ سکوتِ شارع موجبِ اباحت ہے نہ کہ موجبِ حُرمت۔

---

1 (شرح فقه اکبر، ص ۳۰۴)

2 (نبراس، ص ۵۷۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ مائدہ پارہ:۷: میں ارشاد فرماتے ہیں:

"یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَسْئَلُوا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوا عَنْھَا حِینَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا وَاللّٰہُ غَفُورٌ حَلِیمٌ ﴿المائدۃ ۱۰۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایسی چیزوں کی نسبت سوال مت کیا کرو جن پر قرآن خاموش ہے کہ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں مشقت میں ڈال دیں۔ (تمھیں بُری لگیں) اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو گے جبکہ قرآن نازل کیا جارہا ہے تو وہ تم پر (نزولِ حکم کے ذریعے) ظاہر یعنی متعین کر دی جائیں گی (جس سے تمہاری صوابدید ختم ہو جائے گی اور ایک ہی حکم کے پابند ہو جاؤ گے) اللہ نے ان (باتوں اور سوالوں) سے (اب تک) درگزر فرمایا اور اللہ بڑا بخشنے والا بُردبار ہے۔

تفسیر خازن شریف میں آیات کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی ہے:

"عن سلمان قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أشياء فقال الحلال ما أحل الله في كتابه والحرام ما حرمه الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما قد عفا عنه فلا تتكلفوا"۔[1]

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا تو فرمایا کہ حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا۔ اور جس سے سکوت فرمایا وہ ان میں سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا تو تکلّف سے سوال مت کرو۔

دارقطنی میں ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

"ان اللہ تعالی فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرّم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدود افلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا"۔[2]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائی ہیں ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا ان میں کاوش نہ کر۔

سید المفسرین سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں:

"وبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ وحلّ حلالہ وحرّم حرامہ فما احلّ فھو حلال وما حرّم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو"۔

[1] (تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ بیروت: جلد: ۱: صفحہ: ۴۹۸)

[2] (سنن دار قطنی: ۴: ۱۸۴، تفسیر خازن: جلد: ۱: صفحہ: ۴۹۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہے جو حرام فرمائی گئی وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ [1]

ایک بار جب حضور اکرم ﷺ سے گھی، پنیر اور دوسری اشیائے خوردنی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"الحلال ما احل اللہ فی کتابہ و الحرام ما حرم اللہ فی کتابہ و ما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ"۔

ترجمہ: وہ چیز حلال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حلال ٹھہرایا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ رہیں وہ اشیاء جن کے بارے میں سکوت فرمایا تو وہ تمہارے لئے معاف ہیں۔ [2]

"و ما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ شارع نے جن کا ذکر نہیں کیا وہ مباح اور جائز ہیں لہٰذا محض "ترکِ ذکر" سے کسی چیز پر حرمت کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں ایسے لوگوں کی مذمت کی ہے جو اپنی طرف سے چیزوں پر حلت و حرمت کے فتوے صادر کرتے ہیں۔

لہٰذا ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿النحل ١١٦﴾

ترجمہ: اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

بناءعلیہ فقہائِ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

"ان الفقہاء کثیرا ما یلھجون بان الاصل الاباحۃ"۔

یعنی اکثر فقہاء کرام کی نوکِ زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ [3]

حضرت امام علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں:

"و صریح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ و الشافعیۃ"۔

تحریر میں صراحتاً فرمایا کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ [4]

---

[1] (مشکوٰۃ شریف باب مایحلّ اکلہٗ: صفحہ: ۳۶۰)

[2] (جامع ترمذی: ۲۰۶ : ۱)

[3] (درمختار، کتاب الطھارۃ: جلد: ۱ : صفحہ: ۹۸)

[4] (شامی: مطبوعہ مصر: جلد: ۱ : صفحہ: ۹۸، مکتبہ حقانیہ فشاور: صفحہ: ۷۸)

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"فھو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ"۔ [1]

اسی جلد میں مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ باثبات الحرمۃ او الکراھۃ الذین لابدلھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل"۔

ترجمہ: حرمت و کراہت کے ثبوت سے اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے میں احتیاط نہیں کہ اس کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔ [2]

شریعتِ اسلامیہ کا معروف قاعدہ اور متفقہ اصول ہے کہ "الاصل فی الاشیاء اباحۃ" یعنی ہر چیز کی اصل اباحت ہے۔ فی نفسہٖ کوئی کام بھی از رُوئے شرع بُرا نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس میں قرآن و سنت کی رو سے بُرائی کا کوئی عنصر واضح طور پر نہ پایا جائے۔ اس لحاظ سے ہم ہر اس کام کو جو عہدِ رسالت ﷺ و صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں نہ تھا اور بعد میں کسی ضرورت کے تحت وجود میں آیا قرآن و سنت پر پیش کریں گے، اگر اس کے ساتھ قرآن و سنت کا کسی اعتبار سے بھی اعتبار سے تعارض آجائے گا تو وہ بلا شبہ ناجائز، حرام اور گمراہی تصور ہوگا اور اگر اس کا قرآن و سنت کے کسی بھی حکم کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض واقع نہیں ہوتا تو اسے گمراہی یا حرام تصور کرنا حکمتِ دین کے منافی اور اسلام کے متعین کردہ نظامِ حلال و حرام سے انحراف برتنے اور حد سے تجاوز کرنے کے مترادف ہوگا۔

حضرت حکیم الامت مولانا مفتی الحاج احمد یار خان نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "جآء الحق" صفحہ: ۲۳۶: پر تحریر فرماتے ہیں: جو حضرات ہر بدعت یعنی نئے کام کو حرام جانتے ہیں وہ اس قاعدہ کلیہ کے کیا معنیٰ کریں گے کہ: "الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہے یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کر دے تو وہ حرام یا منع ہے یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی نہ کہ نئے ہونے سے۔ یہ قاعدہ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ و اقوالِ فقہاء سے ثابت ہے اور غالباً کوئی مقلد کہلانیوالا تو اس سے اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿المائدۃ ۱۰۱﴾

---

[1] (شامی کتاب الاشربہ: جلد: ۵: صفحہ: ۲۹۶، مکتبہ حقانیہ فشاور: ص: ۳۲۷: وفی جلد: ۵: صفحہ: ۳۲۶)

[2] (صفحہ ۳۲۶)

ترجمہ: اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہاہے توتم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس کا کچھ بیان نہ ہوا ہو نہ حلال ہونے کا نہ حرام تو معافی میں ہے۔

اسی لئے قرآن کریم نے حرام عورتوں کا ذکر فرما کر فرمایا:

"وَ اُحِلَّ لَکُم مَّاوَرَآءَ ذٰلِکُمْ"۔

ان کے سوا باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔

نیز فرمایا:

"وَ قَدْ فَصَّلَ لَکُم مَّا حَرَّمَ عَلَیکُم"۔

تم سے تفصیل دار بیان کر دی گئیں وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں۔

یعنی حلال چیزوں کی تفصیل کی ضرورت نہیں تمام چیزیں ہی حلال ہیں ہاں چند محرمات ہیں جن کی تفصیل بتادی ان کے سوا سب حلال ہیں۔

مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ باب آداب الطعام فصل دوم میں ہے:

"الحلال ما احلّ اللّٰہ فی کتابہ و الحرام ما حرّم اللّٰہ فی کتابہ و ما سکت عنہ فھو مما عفٰی عنہ"۔

ترجمہ: حلال وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چیزیں تین طرح کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا صراحتاً قرآن میں مذکور ہے دوسرے وہ جن کی حرمت صراحتاً آگئی۔ تیسرے وہ جن سے خاموشی فرمائی یہ معاف ہے۔

شامی: جلد: ا: کتاب الطھارۃ بحث تعریف سنت میں ہے:

"المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ و الشافعیۃ"۔

ترجمہ: جمہور حنفی اور شافعی کے نزدیک یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل مباح ہوتا ہے۔ اس کی تفسیر خازن وروح البیان اور تفسیر خزائن العرفان وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ ہر چیز میں اصل یہ ہی ہے کہ وہ مباح ہے ممانعت سے ناجائز ہو گی۔

اب جو بعض لوگ اہلِ سنت سے پوچھتے ہیں کہ اچھا بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف کرنا جائز ہے یا حضور ﷺ یا صحابہؓ کرام یا تابعین یا تبع تابعین نے کب کیا تھا یہ محض دھوکہ ہے۔ اہلِ سنت کو چاہئے کہ ان سے پوچھیں کہ بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ

میلاد شریف کرنا حرام ہے جب خدا حرام نہ کرے رسول ﷺ منع نہ فرمائیں اور کسی دلیل سے ممانعت ثابت نہ ہو تو تم کس دلیل سے حرام کہتے ہو بلکہ میلاد شریف وغیرہ کا ثبوت نہ ہونا جائز ہونے کی علامت ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

”قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿الانعام ۱۴۵﴾

”تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مُردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت کہ وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار ہوا نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

نیز فرماتا ہے:

”قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿الاعراف ۳۲﴾

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے ہم یونہی مفصّل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے“ ان آیات سے معلوم ہوا کہ حرمت کی دلیل نہ ملنا حلال ہونے کی دلیل ہے نہ کہ حرام ہونے کی۔ یہ حضرات اس سے حُرمت ثابت کرتے ہیں عجیب الٹی منطق ہے۔ اچھا بتاؤ کہ ریلوے سفر، مدارس کا قیام کہاں لکھا ہے؟ کہ حلال ہے یا کسی صحابی یا تابعی نے کیا۔ جیسے وہ حلال ایسے ہی یہ بھی جائز اور حلال ہے۔

فقیہ اعظم ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی فتاویٰ نوریہ میں لکھا ہے:

اہل سنت والجماعت کا مزہب ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے یعنی جب تک دلیل حرمت وکراہت نہ آئے کوئی چیز حرام مکروہ نہیں ہو سکتی۔ اس مدعا پر دلائل واضحہ آیات واحادیث سے صرف چند اختصاراً اقتصاد کیا جاتا ہے۔ سنئے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿المائدۃ ۱۰۱﴾

اے ایمان والوں ایسی چیزیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگے اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے جب قرآن اتر رہا ہو تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ عزوجل بخشنے والا حلم والا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ایسی چیزیں جن کو حرمت کسی نص سے ثابت نہیں وہ معاف ہیں، یہی ہمارا مدعا ہے۔

تفسیر خازن صفحہ ۸۲ جلد ۲ میں ہے:

عن سلمان قال سئل رسول اللہ ﷺ عن اشیاء فقال الحلال ما احل اللہ فی کتابہ و الحرام ما حرم اللہ فی کتابہ و ما سکت عنہ فھو مما قد عفا عنہ فلا تتکلفوا و عن ابی ثعلبۃ الخشنی ان رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ تعالیٰ فرض فرائض فلا تضیعوھا و حد حدود ا فلا تعتدوھا و حرم اشیاء فلا تقربوھا و ترک اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا ھذا ان الحدیثان اخرجھما فی جامع الاصول و لم یعزھما الی الکتب الستۃ۔ [1]

ابن ماجہ ص ۲۴۹، میں حضرت سلمان فارسیؓ سے حدیث اول بایں نظم ہے:

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ و الحرام ما حرم اللہ فی کتابہ و ما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ و روی نحوہ الترمذی عنہ مرفوعا ایضاً۔

مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۲ میں ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بروایت ابن عباسؓ ہے:

قال کان اھل الجاھلیۃ یاکلون اشیاء و یترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ و انزل کتابہ و احل حلالہ و حرم حرامہ فما احل فھو حلال و ما حرم فھو حرام و ما سکت عنہ فھو عفو و تلا قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ الأیۃ۔ [2]

و کان عبید بن عمر یقول ان اللہ احل و حرم فما احل فاستحلوہ و ما حرم فاجتنبوہ و ترک اشیاء لم یحللھا و لم یحرمھا فذالک عفو من اللہ تعالیٰ ثم یتلوا ھٰذا الآیۃ و قال ابو ثعلبۃ الخشنی ان اللہ تعالیٰ فرض الحدیث نحو مامر من المشکوٰۃ و الخازن و نحوہ۔ [3]

ان تمام احادیث اور عباراتِ تفسیر کا ماحاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو قرآن کریم میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جسے حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جن چیزوں کا بیان نہ فرمایا وہ معاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرائض مقرر فرمائے تو ان کو ضائع نہ کرو اور کئی چیزوں کو حرام کیا ہے تو ان کے قریب نہ جاؤ اور حدود مقرر فرمائے ہیں تو ان سے تجاوز نہ کرو اور کئی چیزوں کے بیان کو ترک کیا تو ان سے بحث نہ کرو یعنی اس لئے کہ وہ معاف ہیں ان کا کرنا نہ کرنا برابر ہے۔

بدلالۃ ھٰذہ لاحادیث و مافی معناھا کثیراً۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ کا بیان، بیان الٰہی اور تفسیر قرآن کریم ہے:

کما نص علیہ الائمۃ۔

---

[1] (خازن، ج ا ص ۵۳۱، مطبوعہ دار الکتب، پشاور)

[2] (تفسیر کبیر صفحہ ۴۵۹)

[3] (معالم ص ۸۲)

نیز ارشادِ رؤف الرحیم ہے:

”وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ ھَدٰھُمْ حَتّٰی یُبَیِّنَ لَھُم مَّا یَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیمٌ ﴿التوبۃ ۱۱۵﴾

ترجمہ: اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کرکے گمراہ فرمائے جب تک انہیں صاف نہ بتادے کہ کس چیز سے انہیں بچنا چاہئے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“

تو بین طور پر ثابت ہوا کہ جس چیز کا عدم جواز شرعِ مطہرہ سے ثابت نہیں وہ ممنوع نہیں ہے، جائز ہے۔ اور کوئی یہ وہم نہ کرے کہ وہاں فلاں حادثہ فلاں صورت زمانہ نزول قرآن میں نہ تھی لہٰذا اس کا حکم بیان نہ فرمایا کہ: ”ان اللہ بکل شیءٍ علیم“ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ واقعات و حوادث آئندہ تمام کے تمام اسے معلوم ہیں اور سہو و بھول کو اس کی بارگاہِ اقدس تک ہرگز ہرگز رسائی و نسبت نہیں ہوسکتی، تو جس چیز سے منع نہیں فرمایا اسے جائز اور مباح قرار دیا۔

تفسیر کبیر ص ۳۱۵، جلد ۴ میں ہے:

و بین انہ تعالیٰ لا یواخذھم بعمل الا بعد ان یبین لھم انہ یجب علیھم ان یتقوہ و یحترزوا عنہ و نحوہ فی الخازن ص ۲۸۸ جلد ۲ [1]

نیز خازن ص ۲۲۸ جلد ۲ میں ہے:

وھو ان یقدم الیھم النھی عن ذلک الفعل فاما قبل النھی فلا حرج علیھم فی فعلہٖ و مثلہ فی معالم التنزیل۔

صاوی علی الجلالین ص ۱۴۶، جلد ۲ میں ہے:

فبین اللہ تعالیٰ انہ لہ یواخذ احدا بذنب الا بعد ان یبین حکم فیہ۔

خداوند قدوس کا فرمان تو سن چکے کہ وہ معاف فرماچکا ہے گرفت نہیں فرماتا گمراہی کا حکم نہیں لگاتا جب تک نہی نہ آئے مگر عجیب کہ وھابیہ خوارج اتنے دلیر ہیں کہ بات بات پر مسلمانوں کو گمراہ بلکہ مشرک و کافر کہہ دیتے ہیں۔ اور ہر چیز میں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کا جواز دکھاؤ حالانکہ جس سے منع کرتے ہیں اس چیز کے منع ہونے کا اثبات ان پر لازم جب تک نہی ثابت نہ ہو منع نہیں ہوسکتا کہ شرع میں غیر منہی عنہ جائز ہے۔

اس کے حق میں قرآن کریم کا یہ فتویٰ ہے:

و لا تقولوا لماتصف السنکتم الکذب ھذا حلال و ھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الّذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔

مَتَاعٌ قَلِیلٌ وَلَھُمْ عَذَابٌ أَلِیمٌ (النحل ۱۱۷)

---

[1] (دارالکتب العربیہ قصہ خوانی پشاور)

نیز جس طرح جواز بدونِ اجازتِ شرع جائز نہیں اس طرح منع بھی بدون شرع منع نہیں۔ تو یہ ان کی بے انصافی ہے کہ اپنی دلیل بیان نہیں کرتے الٹا مطالبہ ہم سے کرتے ہیں۔ شرع مطہرہ سے اباحتِ اصلیہ کا ثبوت نہایت خوش اسلوبی سے ہم نے پیش کر دیا۔ مانع پر لازم ہے کہ دلیلِ منع بیان کرے۔ اب میں وھابیوں دیوبندیوں اور متعصب لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس کے منع کرنے پر کوئی دلیل پیش کرو کہ ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا ناجائز ہے۔ پھر ہم تسلیم کر لیں گے۔

فتاویٰ نوریہ میں ایک اور جگہ لکھا ہے کہ "اشیاء میں اصل اباحت ہے"۔

یعنی جب تک دلائل شرعیہ سے کسی شئ کی حرمت و ممانعت ثابت نہ ہو، حلال و جائز الاستعمال رہتی ہے۔ استعمال کرنے والے پر شرعاً کوئی گرفت نہیں کہ وہ معاف ہے۔

قرآن کریم نے صاف صاف فرمادیا ہے:

عَفَا اللّٰہُ عَنۡھُمۡ (آل عمران ۱۵۵)

ترجمہ: اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔

اور قرآن کی آیات میں سے ایک حرف کا انکار کرنا کفر ہے۔ اللہ نے حرام نہیں کیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے حرام نہیں کیا تو تم کون ہوتے ہو کہ اسے منع کرتے ہو؟ امامِ اھلِ سنت والجماعت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان الافغانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اور رسالوں میں اس قاعدہ مبارکہ کی توضیح و تصریح فرمائی ہے۔

مثلاً فتاویٰ افریقیہ ص۸۷ میں فرمایا:

"جواز کو یہی کافی ہے کہ شرعاً کوئی ممانعت نہیں، جس چیز کو اللہ اور رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں، اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گڑھنا ہے۔"

پھر کافی دلائل کے بعد ص۹۰ میں فرمایا:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ وَمَا نَھٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَھُوۡا وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿الحشر ۷﴾

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو اور اللّٰہ سے ڈرو بیشک اللّٰہ کا عذاب سخت ہے۔

تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ اور فرماتا ہے عزّوجلّ:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡ اَشۡیَآءَ اِنۡ تُبۡدَ لَکُمۡ تَسُؤۡکُمۡ وَ اِنۡ تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡھَا حِیۡنَ یُنَزَّلُ الۡقُرۡاٰنُ تُبۡدَ لَکُمۡ عَفَا اللّٰہُ عَنۡھَا وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿المائدۃ ۱۰۱﴾

یہ آیتِ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کر کوئی پوچھتا تو اس کے سوال کی شامت سے منع فرمادی جاتی۔ اب کہ قرآن مجید اُتر چکا، دین کامل ہو گیا، اب کوئی حکم نیا آنے کو نہ رہا، جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا، ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہو گی۔ وہابی جو کہ اللہ تعالیٰ کی معافی پر اعتراض کرتے ہیں، مردود ہیں۔ وللہ الحمد۔

مردِ مجاھد سایۂ حسینؓ، مظہر نعمان غیظ المنافقین، محسن المسلمین امام الفقہا والمحدثین، اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان قندھاری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احکامِ شریعت میں بھی فرمایا:

" اصل اشیاء میں طہارت وحلت ہے"۔

قال اللہ تعالیٰ: "خلق لکم ما فی الارض جمیعا"۔

جب تک کسی عارض سے اصل کا زوال ثابت نہ ہو وہ کم اصل ہی رہے گا۔

محرر المذھب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"بہ نأخذ مالم نعرف شیأً حراما بعینہٖ"۔

فقیہ اعظم محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے:

" بلا دلیل خاص شرعی کسی شیء کو مکروہ اور حرام کہنا جھوٹ اور حرام ہے۔ اور حضرت رب العالمین جلّ وعلا پر اعتراض ہے"۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)۔[1]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ای لا تفتشوا عن تلک الاشیاء دل علی ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ کقولہٖ تعالیٰ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔[2]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد: " باقی چیزوں سے بحث نہ کرو" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔[3]

---

[1] (فتاویٰ نوریہ، جلد ۱، ص ۳۷۲)

[2] (مرقات ج ۱، ص ۲۶۳)

[3] (اشعۃ اللمعات، جلد ۳، ص ۹۷، ۴۷ اور ص ۵۰۶)

مفتی اعظم پاکستان، پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب **تفہیم المسائل جلد سوم صفحہ ۱۱۸** پر ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس سوال کا براہ راست جواب سننے سے پہلے ایک دو اصولی باتیں سمجھیں۔ اسلام اور دنیا کے ہر نظامِ قانون اور اصولِ قانون کا ایک بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اشیاء امور میں اصل اباحت (یعنی جائز ہونا) ہے، لہٰذا کہیں بھی قوانین کی تشکیل میں مباحات (جائز امور) کا احاطہ نہیں کیا جاتا بلکہ ہر شعبے کے محرمات، ممنوعات اور مکروہات کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جاتا ہے اور یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ ان کے علاوہ دیگر امور جائز ہیں، مثلاً جن خواتین سے نکاح شرعاً حرام ہے۔

قرآن نے ان کو سورۃ النسآء آیات ۲۲ تا ۲۵ میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا ہے اور پھر فرمایا:

وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ۔ (النساء: ۲۴)

ترجمہ: اور ان (مذکورہ محرمات) کے علاوہ باقی سب عورتوں کے ساتھ تمہارا نکاح جائز ہے۔

اسی طرح قرآن نے سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۷۳ اور سورۃ النحل آیت نمبر ۱۱۵ میں ماکولات میں سے محرمات (مردار، ذبح کے وقت بہنے والا خون، خنزیر، اور جس جانور پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے) کا ذکر فرمایا، احادیث میں اس پر درندے، شکاری پرندے اور گدھے کا اضافہ فرمایا گیا، بعض دیگر جانوروں کو قیاس و اجتہاد کے ذریعے فقہاء امت نے مکروہ تحریمی قرار دیا، ان کے علاوہ دیگر لاتعداد جانور جو حلال ہیں، کتاب و سنت اور ائمہ مجتہدین نے ان کا تفصیل سے احاطہ نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کرنا عملاً ممکن ہے، ہماری عملی زندگی میں اس کی مثال یہ ہے کہ جس سڑک پر دائیں یا بائیں مڑنا منع ہو، یا جس گلی یا سڑک پر گاڑی چلانا منع ہو ٹریفک کا عملہ وہاں مخصوص ممانعت کا نشان لگا دیتا ہے، باقی جس جس گلی یا سڑک پر گاڑی چلانا ممنوع نہیں ہے، وہاں کوئی مخصوص نشان نہیں لگایا جاتا، ممانعت کا نشان نہ ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس گلی یا سڑک پر گاڑی چلانے کی عام اجازت ہے بعینہٖ یہی اصول احکام شریعت کا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

عن سلمان قال: سئل رسول اللہ ﷺ عن اشیاء فقال: الحلال ما احل اللہ فی کتابہ و الحرام ما حرمہ اللہ فی کتابہ و ما سکت عنہ فھو مما قد عفیٰ عنہ فلا تتکلفوا۔

ترجمہ: ”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض اشیاء (کی حلت و حرمت) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے (شرعی حکم) دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دے دیا ہے

اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دے دیا ہے اور جس کے بارے میں (کتاب و سنت میں) سکون فرمایا گیا ہے تو وہ معاف ہے (یعنی جائز و حلال ہے)، لہٰذا خواہ مخواہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالو"۔ [1]

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قد فصّل لکم ما حرم علیکم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مسئلہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حرام چیزوں کا ذکر مفصل ہوتا ہے اور ثبوتِ حرمت کے لئے حکمِ حرمت درکار ہے اور جس چیز پر شریعت میں حرمت کا حکم نہ ہو وہ مباح ہے۔ [2]

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

و اعلم ان قولہ کلوا اشربوا مطلق الاوقات و الاحوال ویتناول جمیع المطعومات و المشروبات فوجب ان یکون الاصل فیھا ھو الحل فی کل الاوقات و فی کل المطعومات و المشروبات الا ما خصہ الدلیل المنفصل و العقل ایضا مولدلہ لان الاصل فی المنافع الحل و الاباحہ۔ [3]

ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا قول کلوا و اشربوا (کھاؤ پیو) مطلق ہے۔ جو تمام اوقات اور احوال کو شامل ہے اور اسی طرح تمام کھانے پینے کی چیزوں کو محیط ہے پس چاہئے کہ تمام چیزوں کو ہر وقت اور ہر حال میں کھانا جائز ہو مگر جس کو کسی دلیلِ شرعی نے حرام کر دیا ہو اور عقل بھی اس کی مؤید ہے کیونکہ اصل تمام منافع میں حلت اور اباحت ہے۔

علامہ بیضاوی "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِینَةَ اللّٰہِ الَّتِی۔ الآیۃ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"و فیہ دلیل علی ان الاصل فالمطاعم و الملابس و انواع التجمّلات الاباحۃ"۔

اور اس آیت میں اس پر دلیل ہے کہ کھانے پینے کی اچھی چیزوں میں اباحت اصل ہے۔

احناف اہلسنت کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ [4]

اور تفسیر احمدی میں اس بارے میں کافی بحث موجود ہے۔

[1] (سنن ابن ماجہ، ص ۲۴۹، سنن ترمذی، ص ۲۱۹)

[2] (بحوالہ توضیح البیان ص ۴۲۹)

[3] (تفسیر کبیر ج۴، ص ۲۰۱)

[4] (تفسیر احمدی ص ۱۳)

شیخ القرآن والحدیث پیر طریقت رہبر شریعت مولانا حبیب الرحمن گبول طاہری اپنی کتاب "راہِ حقیقت" میں صفحہ ۶۱ پر لکھتے ہیں:

"جمہور علماء وفقہاء متقدمین و متاٗخرین کے یہاں یہ مسلہ قاعدہ کلیہ ہے کہ تمام امور و اشیاء میں اصل (اباحہ، جائز ہونا) ناجائز اور حرام قرار دیئے جانے کے لئے ہی دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہے، چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں آیت: خَلَقَ لَکُمْ مَا فِیْ الْاَرْضِ جَمِیْعاً (تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے) کے تحت اصول تفسیر، اصول حدیث اور اصول فقہ کے ماہر حضرت ملا احمد علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:"فَفِی الْاٰیَۃِ دَلِیْل "عَلٰی کَوْنِ الْاِبَاحَۃِ اَصْلاً فِی الْاَشْیَائِ صَرَّ حَ بِہٖ صَاحِبُ الْکَشَّافِ وَ قَدْ صَرَّ حَ بِہٖ صَاحِبُ الْمَدَارِکِ"یعنی اشیاء میں اصل اباحہ (جائز) ہونے کے لئے یہ آیت دلیل ہے۔

صاحب تفسیر کشاف اور صاحب تفسیر مدارک نے اس کی تصریح کی ہے:

"وَقَالَ الْعَلَّامَۃُ الْفَھَّامَۃُ الشَّامِیُّ اَقُوْلُ وَصَرَّ حَ فِی التَّحْرِیْرِ بِاَنَّ الْمُخْتَارَ اَنَّ الْاَصْلَ الْاِبَاحَۃُ عِنْدَ الْجُمْھُوْرِ مِنَ الْحَنَفِیَّۃِ وَ الشَّافِعِیَّۃِ فَجَعَلَ الْاِبَاحَۃَ اَصْلاً وَ الْحُرْمَۃَ بِعَارِضِ النَّھْیِ"۔

یعنی "حضرت علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جمہور علماء حنفی ہوں خواہ شافعی انکا مختار مذہب یہ ہے کہ اصل اباحہ (جائز ہونا) ہے، جبکہ حرمت (کسی چیز کو حرام قرار دینے) کے لئے منع کے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے"۔

یعنی کسی شی یا کسی کام کو حلال و جائز کہنے کے لئے دلیل کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، البتہ اگر کسی دلیل سے اس کی حرمت ثابت ہو جائے تو اس کو ترک کرنا لازم وواجب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف میں ہے:

"اِنَّ جَمِیْعَ الْاَشْیَائِ عَلٰی الْاِبَاحَۃِ حَتّٰی یَثْبُتَ الْمَنْعُ مِنْ قِبَلِ الشَّارِعِ"۔

یعنی تمام چیزیں جائز ومباح ہیں جب تک کسی چیز کے لئے مشارع علیہ السلام سے منع ثابت نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ نے منع نہیں فرمایا وہ جائز و مباح ہے۔ اسے ناجائز وبدعۃ کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ حرام، ناجائز یا بدعۃ صرف وہی چیزیں اور وہی کام کہلائیں گے جن کے لئے شریعت مطہرہ نے صراحۃً وضاحت کی ہے۔

اس اہم مسئلہ کی وضاحت ایک عام فہم مثال سے ہوتی ہے۔ مثلاً ملک بھر میں ہزاروں سڑکیں موجود ہیں ان میں سے انتہائی قلیل شاہراہوں پر یہ عبارت تحریر ہوتی ہے: "یہ شاہراہ عام نہیں ہے۔ متعلقہ محکمہ کے علاوہ دوسروں کا داخلہ ممنوع ہے"۔ وغیرہ۔ جبکہ دوسری شاہراہوں پر کوئی ایسا بورڈ نہیں ہوتا، اور ایسے بورڈ کا نہ ہونا ہی اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ یہاں

آمد ورفت کی عام اجازت ہے۔ اسی طرح دین اسلام میں بھی جو باتیں ممنوع یاناجائز ہیں ان کا اظہار فرمادیا گیاہے۔ شریعت میں کسی چیز کے لئے ممانعت کا وارد نہ ہوناہی اس امر کی دلیل ہے کہ یہ جائزومباح ہے۔ [1]

مشہور محدث حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث: ''اِنَّ اللہ فَرَضَ عَلَیْکُمْ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْھَا وَحَرَّمَ حُرْمَاتٍ فَلَا تَنْتَھِکُوْھَا وَحَدَّ حُدُوْداً فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْھَا''۔ (اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر کئی چیزیں فرض کی ہیں ان کو ضائع نہ کرو اور کچھ حرام کی ہیں ان سے آگے نہ گزرو، اور حدیں مقرر کی ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور بعض چیزوں سے خاموشی اختیار کی جان بوجھ کر سو ان میں بحث نہ کرو) کے تحت تحریر فرمایا:

فَلَا تَبْحَثُوْ عَنْھَا اَیْ لَا تُفَتِّشُوْا عَنْ تِلْکَ الْاَشْیَاءِ دَلَّ عَلٰی اَنَّ الْاَصْلَ فِی الْاَشْیَآءِ الْاِبَاحَۃُ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً۔

(ان کے متعلق بحث نہ کرو یعنی ان چیزوں کی تفتیش نہ کرو، یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام اشیاء میں اصل جواز اباحہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایاوہ (اللہ) وہ ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیاجو کچھ زمین میں ہے۔) [2]

مفتی محمد فرید دیوبندی ''منہاج السنن شرح جامع السنن'' میں لکھتے ہیں:

جنازہ کے بعد دعا جائز ہے لحدیثٍ ''مَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ عَفُو'' رَوَاہُ اَبُو دَاؤد و من ھٰھُنا قالوا الاصلُ فِیْ الْاَشْیَاءِ اَلْاِبَاحَۃُ''۔ [3]

مولانا احمد نبی صاحب نے ''اوضح البیان فی جواز حیلۃ الاسقاط مع دوران القرآن'' میں لکھاہے:

''یہ جمہور حنفیہ وشافعیہ کا مذھب ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے''۔

کماقال اللہ تعالی ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً۔ و الفقہاء استدلّوا بہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحات۔ (تفسیر کبیر)

لہٰذا ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا بالکل جائز ہے۔ اور اس سے منع کرنے والے اس آیت کا مصداق بن رہے ہیں:

یریدون ان یفرقوا بین اللّٰہ ورسولہ۔۔۔ الایہ (النساء، ۱۵۰)

[1] (مفید الواعظین، ص ۲۳۹)

[2] (مرقاۃ المفاتیح، ص ۲۶۳)

[3] (منہاج السنن، ص ۶)

"اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول ﷺ کو جدا کر دیں۔ ارایت من اتخذ الھہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلا۔ (الفرقان، آیت ۴۳) اور اگر کوئی مزید وضاحت کا طلبگار ہو تو اسے چاہئے کہ ہمارا رسالہ "تحقیق الدقیق فی ردّ فتویٰ المجازفۃ غیر حقیق" کا مطالعہ کرلے تو اس کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے۔ (انشآءاللہ تعالیٰ)

واللہ ورسولہ اعلم

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

فاضل دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ